اگر وہ معاویہؓ کو قابل اعتراض سمجھتے تو منصب قضا قبول نہیں کرتے۔

نیز مذکورہ روایت میں حضرت مسروق نے حضرت معاویہؓ کی طرف سے ظلم و زیادتی کے اندیشے کو ظاہر کیا جبکہ حضرت معاویہؓ حق گوئی کی پاداش میں ظلم و زیادتی روا نہیں رکھتے تھے مذکورہ روایت کے راوی اعمش نے خود معاویہؓ کے عدل وانصاف کے معاملے کو بڑی اہمیت دی ہے۔

(المنتقی ص ۳۸۸،منہاج السنۃ ج۶ ص ۲۳۳)

جبکہ طبری کی روایت میں یہ ہے کہ ان کشتیوں میں ہدایا تھے۔

(حضرت امیر معاویہؓ کی جماعت باغی جماعت تھی)

اعتراض (۲۷):

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا" **ویح عمار تقتلہ الفئة الباغیة یدعوھم الی الجنة ویدعونه إلی النار**" (بخاری رقم ۴۴۷)

ترجمہ: افسوس ہے عمار پر کہ باغی جماعت اسے قتل کرے گی عمار تو انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف۔

اور حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کی حمایت میں جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے اسی لڑائی میں شہید ہوئے، ان کی شہادت سے معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کی جماعت "فئة باغیة" کا مصداق ہے۔

جواب:

اس حدیث کے دو طرح سے جواب دیئے گئے ہیں (۱) علی سبیل التسلیم (اس اعتراض کو مان کر) (۲) علی سبیل الانکار (اعتراض کو رد کرتے ہوئے)۔

جواب علی سبیل الانکار

حضرت عمارؓ خود فرماتے ہیں "**حدثنی حبیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ**

وسلم إني لا أموت إلّا قتلاً بين فئتين مؤمنتين" (التاریخ الصغیر للامام البخاری رقم ۳۱۲)

حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت عمارؓ کی موت مؤمنین کی دو جماعتوں کے درمیان میں قتل کی صورت میں واقع ہوگی اور ان کو قتل کرنے والی باغیوں کی جماعت ہوگی جیسا کہ "تقتلہ الفئة الباغية" سے واضح ہے اور باغیوں سے مراد خوارج کی وہ جماعت ہے جنہوں نے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ سے بغاوت کی اور بالآخر آپ کو شہید کر ڈالا۔

لفظ "ويح" افسوس کا لفظ استعمال فرمایا جس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ افسوس آپ جس جماعت کے موقف کو صحیح سمجھ کر اس کے ساتھ ہوں گے وہی جماعت آپ کو قتل کرے گی۔

"فئة باغية" کا صحیح مصداق

"فئة باغية" کا مصداق حضرت عثمانؓ کی خلافت سے باغی جماعت ہے جو حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل تھے حضرت عمارؓ کو قتل کر کے حضرت معاویہؓ کو ایسا بدنام کیا کہ اونچے درجے کی تحقیق والے بھی حضرت معاویہؓ کو باغی سمجھنے لگے۔

کچھ قرائن

(۱) آپ نے "تقتلہ الفئة الباغية" فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ جماعت مراد ہے جس کی بغاوت مسلمانوں میں مسلم ہے اور وہ قاتلین عثمانؓ ہیں جن کی کاروائی کو سب صحابہ بغاوت مانتے تھے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوسری حدیث میں فئة باغيه کی تشریح کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کیا اور بعض صحابہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور یہ فرمایا "اس کو چھوڑ دو دوسرے حضرات اس کو قتل کر کے آپ کو اس کے قتل سے بچائیں گے یہ لوگ دین سے اس طرح نکلیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے ان کا قتال ہر مسلمان پر ضروری ہے"

(السنن لابن ابی عاصم رقم ۹۱۱)

یہ شخص خوارج میں سے تھا اور حضرت علیؓ کے مقابلے میں قتل ہوا اس سے واضح ہوا کہ فئة باغیہ خوارج ہیں ان کو خوارج نام بعد میں ملا پہلے ان کی حقیقت موجود تھی گویا پہلے حضرت عثمانؓ سے بغاوت کر کے ابھرے خوارج تھے بعد میں حضرت علیؓ سے بھی منحرف ہو کر دوہرے خوارج بن گئے پہلے ان کا نام فئة باغیہ تھا پھر ان کا نام خوارج پڑ گیا۔

(۳) مستدرک حاکم میں (رقم:۲۶۵۳) علی شرط البخاری روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے اپنے بیٹے علیؒ وعکرمہؒ کو حضرت ابو سعید خدریؓ کے پاس بھیجا کہ ان سے وہ حدیث جو آپؐ نے خوارج کے بارے میں بیان کی ہے سن کر آؤ اس میں لفظ "ویح عمار تقتله الفئة الباغية" ہے، معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مصداق خوارج ہیں اور انہیں نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے۔

(۴) ایک روایت میں ہے "و ذلک فعل الاشقیاء والاشرار" کہ یہ بدبختوں اور شریروں کا کام ہے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۴۳/۴۰۲)

دوسری روایت میں ہے کہ "لا یقتلک أصحابی ولکن تقتلک الفئة الباغية" کہ تجھ کو میرے صحابہ قتل نہیں کریں گے تجھ کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۵۴)

معلوم ہوا کہ یہ بدبختوں کا کام تھا صحابہ اس میں ملوث نہیں تھے۔

(۵) اگر فئة باغیہ سے مراد حضرت معاویہؓ کی جماعت تھی تو حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی بات چیت کے لیے حکم کیوں مقرر فرمایا؟ جس کے نتیجے میں قتال موقوف ہوا باغیوں کے لیے تو قرآنی فیصلہ موجود ہے "فان بغت احداهما علی الأخرى فقالوا اللتي تبغي حتى تفئ إلى أمر الله" یعنی کہ باغیوں سے قتال کیا جائے گا۔

دونوں فریق اپنے دعووں کے مطابق اپنے کو حق پر سمجھتے ہوں۔

پھر اگر حضرت معاویہؓ کا باغی ہونا ثابت ہو چکا تھا تو حضرت علیؓ کے بعد حضرت

حسنؓ نے حکومت سے دستبردار ہو کر کیوں حکومت ان کے حوالے کر دی؟ ان پر تو قتال فرض ہونا چاہئے تھا نہ کہ مسلمانوں کی زمامِ قیادت ہی ان کے سپرد کر دی جاتی، پھر مزید یہ کہ حضرت حسنؓ کے اس فیصلے کی تائید اس وقت کی پوری ملت اسلامیہ نے کی اور سب نے خوشی منائی اور اس سال کا نام ہی عام الجماعۃ رکھ دیا، اگر فی الواقع وہ باغی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے "**اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدہ واھد بہ**" (ترمذی ۳۸۴۲) کے الفاظ کیوں استعمال فرمائے۔

(۶) اگر حضرت عمارؓ کی شہادت کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی جماعت ہی قاتل اور باغی ہے تو پھر حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کیوں قتال سے الگ رہے؟ ان کو پھر باغیوں کے مقابلے میں صف آرا ہونا چاہئے تھا۔

اسی طرح جو صحابہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے ان میں سے کسی سے بھی صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت نہیں کہ اس حدیث کی بناء پر حق و باطل کا اندازہ لگایا ہو اور پھر حضرت علیؓ کا ساتھ دیا ہو یا دوسرے فریق کو باغی کہا ہو، جبکہ ابو قتادہ ۵۴ھ اور ابوالیسر کعب بن عمرو ۵۵ھ تک زندہ رہے۔

نیز حضرت علیؓ کی طرف سے متعدد صحابہ، جابر بن عبد اللہؓ، عبید السلمانیؒ، ابو سلیم خولانیؒ صلح کی بات چیت کے لیے حضرت معاویہؓ کے پاس آئے لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت عمارؓ ہمارے لشکر میں موجود ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہو اور آپ فرمانِ رسالتؐ سے باغی گروہ قرار پائیں۔

اور عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر بن العوامؓ بھی حضرت معاویہؓ کے ہم خیال تھے تو وہ کیسے باغی اور محروم ہو سکتے ہیں، اسی طرح جریر جیسے جلیل القدر صحابی اور دیگر بعض صحابہ کیوں حضرت معاویہؓ کے ساتھ رہ گئے؟

حضرت عمارؓ کو اصل شہید کرنے والے خارجی ہی تھے اور انہوں نے اس کو حضرت امیر معاویہؓ کی طرف منسوب کر دیا اور ایسا اس لیے کیا تا کہ لوگ ان سے بدظن ہو جائیں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ میں یہودیوں نے جہاد کو بدنام کرنے کے لیے ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کو خود اپنے ہی ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر دھماکہ کر کے پوری دنیا میں مجاہدین کو بدنام کیا اور ان کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا۔

(۷) **يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار** یہ ٹکڑا صرف عکرمہ عن ابی سعید کی روایت میں ہے دوسرے صحابہ سے مروی نہیں، ابن عمرؓ کی روایت میں ہے لیکن اس کی سند میں عبد النور متہم بالوضع ہے عکرمہ کے علاوہ یہ روایت کئی صحابہ سے مروی ہے لیکن یہ ٹکڑا ثابت نہیں ہے معلوم ہوا کہ یہ ادراج ہے راویٔ حدیث عکرمہ کا۔

اور عکرمہ پر ثقاہت کے باوجود خارجیت کا الزام ہے (کتاب المعرفۃ والتاریخ للبیوی ۲؍۷ المغنی فی الضعفاء ۴۳۸۱۲ تہذیب الکمال ۲۰؍۲۷۸

اور خوارج کو اصل مخالفت حضرت معاویہؓ سے تھی جب حضرت علیؓ نے حکم بنایا تو آپ سے بھی ہوگئی۔

(۸) ممکن ہے کہ حدیث کے اس ٹکڑے میں جنت سے مراد صلح ہو اور نار سے مراد حرب ہو کیوں کہ قرآن میں حرب کو نار کہا گیا ہے "**كلما أوقدوا نارا للحرب أطفأها الله**" تو مطلب یہ ہوا "**يدعوهم إلى الجنة أي الصلح ويدعونه إلى النار أي الحرب.**"

حاکم نے مستدرک میں واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ عقبہ بن عامر الجہنی، عمرو بن الحارث الخولانی اور شریک بن سلمہ، ان تینوں نے بیک وقت حملہ کر کے حضرت عمارؓ کو شہید کیا۔

(مستدرک ۵۶۵۴)

یہ روایت واقدی کے متروک اور متہم بالکذب والوضع ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔

(تقریب التہذیب)

علامہ ذہبیؒ نے بعض محدثین سے ان کی توثیق اور متعدد محدثین سے ان کا متروک، کذاب اور واضع الحدیث ہونا نقل کیا ہے۔

(میزان الاعتدال ص۶۶۵۳ ج ۳)

اشکال: ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے:

"إذا اختلف الناس كان ابن سميه مع الحق"

(المعجم الكبير للطبراني رقم:۱۰۰۷۱)

ترجمہ: جب لوگوں میں اختلاف ہوگا تو ابن سمیہ (عمار) حق کے ساتھ ہوگا، اور وہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی جماعت حق پر تھی۔

جواب: اس کی سند میں ضرار بن صرد ابونعیم کوفی متروک الحدیث اور کذاب راوی ہیں۔

(الضعفاء والمتروكين لابن الحلزی ۶۰/۲)

"وقال البخاري متروك وقال ابن معين كذابان بالكوفة هذا وأبو نعيم."

(المغنی للذهبی ۳۱۲)

جواب علی سبیل التسلیم

اس حدیث کی بنیاد پر جمہور اہل السنۃ والجماعۃ نے مشاجرات صحابہ میں سیدنا علیؓ کے موقف کو راجح قرار دیا ہے اور حضرت امیر معاویہؓ کے اجتہاد کو خطا پر محمول کیا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ اس اجتہاد اور خطا کی بحث آپ کے اندر اجتہادی شان کو تسلیم کرنے کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ بخاری (۳۷۶۵) میں آپ کے تفقہ اور اجتہاد کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا اعتراف بھی موجود ہے ورنہ ہر کس و ناکس کے اس طرح کے اختلاف کو "اجتہاد" پر نہیں محمول کیا جاتا بلکہ ان کا مبنی عموماً کم علمی، اور خود پسندی ہوتی ہے۔

بہر حال چوں کہ اہلِ حق کے یہاں دیگر احادیث کی بناء پر یہ بات طے شدہ ہے کہ مجتہد خاطی معذور ہوتا ہے بلکہ ایک امر کے ذریعے ماجور (مستحق اجر) بھی ہوتا ہے۔اس لیے جب وہ طالب حق کی سعی، حسن نیت اور جذبہ صالح کی بناء پر مورد اجر وثواب ٹھہر رہا ہو تو اس پر سب وشتم اور تنبیہ وتبصرہ کے کیا معنی؟

(مستفاد از نووی وفتح الباری)

الباغیہ کی تشریح

اولاً حضرت معاویہؓ کی جماعت باغی نہیں تھی کیوں کہ ان حضرات نے حضرت علیؓ سے بیعت ہی نہیں کی تھی کیوں کہ حضرت معاویہؓ کا اجتہاد یہ تھا کہ حضرت علیؓ کی فوج میں باغی موجود ہیں یعنی جنہوں نے عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی تھی جب تک ان کا قلع قمع نہ کیا جائے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت چنداں مفید نہیں۔

دوسرے یہ کہ یہاں لفظ "باغیه" طاعتِ امام سے عدول اور شقاق ونفاق کے معنی میں نہیں ہے بلکہ یہ وہ بغاوت ہے جس کا تذکرہ قرآن کی اس آیت میں ہے:

وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فإن بغت إحداهما على الأخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفئ إلى أمر الله.

(حجرات ۹)

ترجمہ: اگر اہلِ ایمان کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں، تو تم لوگ دونوں کے درمیان صلح کرا دو پھر اگر کوئی ایک جماعت دوسری پر شرعی لحاظ سے زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کر رہی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کو تسلیم کر لے۔

یہ آیت انصار کے آپسی مناقشے کے پس منظر میں نازل ہوئی تھی امام زمانہ سے بغاوت کے تناظر میں نہیں معلوم ہوا کہ لفظ "بغاوت" کبھی آپسی تنازعات میں ناحق پر اصرار کرنے والی جماعت کے لیے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کے سامنے بھی یہ حدیث پیش کی گئی مگر آپ کے ذہن میں اس کا مصداق وہ جماعت تھی جس نے ایک متفقہ امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کر کے ان کو شہید کیا تھا اور پھر یہود وروافض پر مشتمل اہل فتنہ کا یہی سازشی گروہ یکے بعد دیگرے جنگ جمل اور جنگ صفین کا سبب بنا تھا، تو حضرت معاویہؓ یہ سمجھتے تھے کہ اصل باغی گروپ تو وہ ہے جو ان حالات کا راست طور پر ذمہ دار ہے اسی لیے جب آپ کے سامنے یہ حدیث پیش کی گئی تو آپ نے اپنے علم گمان ہی کی بنیاد پر یہ بات فرمائی تھی کہ عمار کو ہم نے کہاں قتل کیا ہے؟ ان کو تو ان کے لوگوں نے قتل کیا ہے جو ان کو یہاں لے کر آئے۔

"يدعوهم إلى الجنة ويدعونهٔ إلى النار" کی زیادتی کی حقیقت

اور جہاں تک حدیث کے بعض طرق میں موجود اس زیادتی کی ہے "يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار" بخاری رقم: ۴۴۷ اس کے بارے میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں:

(۱) یہ زیادتی ایک دوسری حدیث سے یہاں خلط اور مدرج ہوگئی ہے دراصل دو حدیثیں الگ الگ ہیں۔

۱:۔ مکہ میں کفار کے ظلم وستم کے زمانہ میں کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ پر رحم کھاتے ہوئے ان کی حمایت میں فرمایا تھا "مالهم ولعمار؟ يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار وذاك دأب الإشقياء والفجار"

(فضائل الصحابة لاحمد ۱۵۹۸)

۲:۔۔۔۔۔ مدینہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت یا غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے سیدنا عمار بن یاسرؓ دو دو اینٹیں ایک ساتھ ڈھو رہے تھے اس وقت آپ نے فرمایا تھا "ويح عمار، تقتله الفئة الباغية" (مسلم ۲۹۱۵)

راوی حدیث عکرمہ سے ان دونوں میں خلط ملط ہو گیا اور انہوں نے دونوں کو

ایک ساتھ ملا کر بیان کر دیا اس دعویٰ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ "تقتله الباغية" والا مضمون تیس کے قریب صحابہ سے مروی ہے مگر کسی بھی صحابی کی روایت میں یہ زیادتی نہیں پائی جاتی بظاہر اسی لیے امام مسلم نے بھی اس کی تخریج نہیں فرمائی۔

(۲) اور اگر بعینہ یہ حدیث مان بھی لی جائے تو اس کے بارے میں شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"یہاں جنت کی طرف بلانے سے مراد اس کے سبب یعنی طاعت امام کی طرف بلانا ہے جیسا کہ حضرت عمارؓ ان کو حضرت علیؓ کی طاعت کی طرف بلا رہے تھے جو اس وقت اصل خلیفہ برحق اور امام واجب الطاعۃ تھے جبکہ دوسری جانب کے حضرات اس کے خلاف کے داعی تھے لیکن تاویل واجتہاد کی بناء پر وہ بھی معذور تھے کیوں کہ اپنے اجتہاد سے وہ بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ ہم ہی ان کو جنت کی طرف بلا رہے ہیں لہذا اس ظن و اجتہاد کی وجہ سے ان پر کوئی طعن وتشنیع نہیں کی جائے گی۔"

(فتح الباری ج ۱ ص ۴۵۲)

کسی لفظ کے ترجمہ اور مراد کے متعین کرتے وقت یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ وہ کس کے بارے میں ہے جیسے اللہ نے بعض انبیاء کے لیے عصی، غوی، ضال کا اطلاق کیا ہے تو تمام مفسرین عصمتِ انبیاء کے حساب سے ہی تفسیر کرتے ہیں اسی طرح اگر صحابہ کے بارے میں کوئی سخت لفظ ہوگا تو ترجمانی ان کی شایانِ شان ہوگی کیوں کہ عمارؓ کو قتل کرنے والی جماعت میں بقول حافظ ابن حجر صحابہ کی ایک جماعت شامل تھی۔